

احسان

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی*

Abstract:

This article entitled Ehsan deals with the word Ehsan and it is explain in the light of the Holy Quran and the Sunnah of the Holy Prophet(PBUH). The Ehsan is derived from "Hussn" means good and fine. The Ehsan has great extent in its meanings and understanding. This is applied in any action and work of an individual which is completed with beautiful and fine process. The life and the Sunnah of the Holy Prophet(PBUH) is the greatest model of Ehsan. All human beings should adopt Ehsan in all fields of life.

Key Words:

Ehsan, Hussn, Extent, Meanings, Applied, Individual, Greates, Model, Human Beings.

احسان، حسن سے مستنقط ہے جس کا معنی بہتر اور عمدہ ہونا ہے۔ کسی فعل یا عمل کا یوں ادا ہونا کہ اُس میں حسن و خوبی پیدا ہو جائے یا اُس کی بہتر صورت سامنے آئے، احسان کہلاتا ہے۔ عموماً یہ لفظ نیکی، بھلائی، حسن سلوک اور انعام و کرام کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ اردو محاورے میں یہ لفظ مہربانی اور نوازش کا مترا دف ہو کر رہ گیا ہے مگر عربی میں اس کا مفہوم مختلف جہتوں کا حامل ہے اور اسلامی نظام معاشرت میں بھی یہ اصطلاحاً متعدد معانی کو محیط ہے۔ قرآنی تعلیمات میں احسان و مفہوم ایکم میں استعمال ہوا ہے۔ الانعام علی الغیر۔

یعنی کسی دوسرے پر انعام و کرام کے معنی میں جیسے ارشاد ہوا ان احسنتم لانفسکم^(۱)۔ کہ اگر تم کسی پر انعام کرو گے یا اچھا سلوک کرو گے تو اپنے آپ کے ساتھ ہی احسان کرو گے۔ دوسرے اعمال میں حسن و رعنائی کے مفہوم میں جیسے ومن احسن دینلابنی جس نے اپنے دین کو عمدہ بنایا۔ اعمال کا بہتر پیرا ہن اور انعال کا عمدہ ترین طرز اپنے احسان ہے۔ اس لیے علم حسن، عمل حسن کے مرکبات استعمال ہوتے ہیں اور اسی کے مطابق امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کا قول ہے ”الناس ابناء ما يحسنون“ لوگ اعمال حسن کے حامل افراد کے غلام ہوتے ہیں۔ احسان، ہر عمل کو اس کی نہایت بہتر صورت میں انجام دینے کا نام ہے۔ یہ عدل سے زیادہ وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ عدل میں ادا یگی واجبات ہے جبکہ احسان میں اس سے کہیں بڑھ کر کچھ کرنے کا مفہوم شامل ہے۔ علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”العدل هو ان يعطى ماعليه وياخذ ماله“^(۲) یعنی عدل ان واجبات کے ادا کرنا ہے جو ادا کرنے والے پر ضروری تھے یادہ کچھ لینا ہے جو اپنا تھا مگر احسان ”ان يعطي اکثر مماعليه وياخذ اقل مماله“ واجب سے بڑھ کر ادا کرنے اور حق سے کم لینے کا نام ہے۔ عدل واجبات میں سے ہے احسان اخلاقی و انسانی تقاضا ہے۔ یہ ضوابط یا قوانین کا اثر نہیں بلکہ کی خواہش اور نیک دلی کا مظہر ہے۔ اسی لیے احسان کرنے والوں کے فضائل بیان کیے گئے ”ان الله مع المحسنين“ بے شک اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ قرآن پاک نے عدل کے ساتھ اس کا حکم دے کر اس کی رضا کارانہ حیثیت کو سدید و جوب بھی عطا کی ہے۔ ”ان الله يأمر بالعدل والاحسان“^(۳) بے شک اللہ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے۔ احسان کا تقاضا اس لیے کیا گیا کہ خود انسان کی کامیابی اور نجات اس پر ہی انحصار رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے پایاں انعامات سے نوازا اور اس پر ایسے ایسے اکرام کیے کہ انسان پوری زندگی بھی خرچ کرڈا لے تو ان میں سے کسی ایک کا حق ادا نہ ہو۔ اگر ذات باری تعالیٰ عدل کے معیار ہر اعمال کا محاسبہ کرنے لگتو کے نجات کی امید ہے۔ اس لیے ہر انسان خواہ وہ اعمال و انعال کی انجام دہی بہت محتاط بھی ہوئیں کوتا ہی، ہی کام مرتب کر رہتا ہے اس لیے ہمیشہ طلب گاری احسان ہی رہے گا۔ جب انسان کی نجات کا مدار احسان پر ہے تو اسے بھی اسی صفت حصہ کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہیے اسی طرف قرآن پاک نے اشارہ کیا ہے ”واحسن كما احسن الله اليك“^(۴) اور احسان کرو جیسا کہ تم پر اللہ نے احسان کیا ہے۔ اس آیت کریمہ نے احسان کو مقصد حیات بنادیا کہ یہی وسیلہ بخشش اور ذریعہ نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہر فعل حسن و خوبی لیے ہوئے ہے۔ اس لیے وہ ایسے ہی انعال کو پسند کرتا ہے جو مکن حد تک حسین ہوں اور یہ حسن و زیبائی ہر ہر عمل میں شامل ہو جائے، حقوق العباد پیش نظر ہوں تو ان کی ادا یگی احسن طریق سے ہو۔ ”وبالوالدین

احساناً" اور والدین سے احسان کے ساتھ پیش آؤ۔ باہمی معاملات ہوں تو ان میں بھی احسان کی طلب رہے۔ قرض دلو تو قرض حسنہ ہو، مجبور اطلاق کی نوبت بھی آئے تو "تسريع بالحسان" تو رخصت بھی احسان کے حوالے سے کرو، دفاع کا مرحلہ درپیش ہو اور دشمنان اسلام سے شیزہ کاری کی نوبت آئے تو بھی "ادفع بالسی هی احسن" اس طریق سے دفاع کرو جو احسن ہو، جھگڑا ہو جائے ظاہرًا معاملہ بگڑ جائے اور مجامعت مانہ فتنا قائم ہو جائے تو ایسے ناموافق حالات میں بھی احسان ہی سرمایہ حیات رہے۔ وجاء دلهم بالسی هی احسن" حسین ترانداز سے جھگڑا کرو۔ سمجھانا یہ مقصود تھا کہ اسلام دین احسان ہے۔ اس کا مطبع نظر ہر معاملے میں بہتر کی تلاش ہے۔ معاملات کتنے بھی الجھے ہوئے ہوں اور بظاہر ان میں حُسن و خوبی کا وجود ناممکن نظر آئے مگر پھر بھی ایسے بڑے حالات میں حُسن قدر اچھائی ممکن ہو اس کا ہی اپنا لوتا کہ ممکن ہو اس کو ہی اپنا لو تاکہ ممکن حد تک رُخ حُسن کی طرف ہی رہے۔ غور فرمائیے قتل ایک بھی نک فعل ہے اسلام کی تعلیمات اس فعل قتیع سے بچنے کی بار بار تاکید کرتی ہیں کہ انسانی زندگی سے اسے مستقل موقوف کر دینا ممکن ہے۔ ناپسندیدہ ہوتے ہوئے بھی بعض اوقات یہ ناگزیر ہوتا ہے۔ جہاد ایسی ناگزیر صورت کا عملی انہصار ہے۔ قتل بہر صورت ہو گا تو اسلام اس میں بھی بہتر کیفیت کی پاسداری کا درس دیتا ہے۔ ناسور کا نہ تو ہے مگر ضروری سمجھتے ہوئے اور اصلاح احوال کے لیے، اس میں شفاوت کا کوئی شایبہ مناسب نہیں اس لیے آنحضرت ﷺ نے حکما ارشاد فرمایا "ایا کم و المثلة ولو کان بالکلب العقد" "خبر دار مثلثہ کرنا یعنی ہاتھ پاؤں ناک کان وغیرہ کا مٹا۔ اگرچہ یہ عمل کامنے والے کتنے کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔ دین رحمت کی احسان طلبی ملاحظہ کیجیے کہ پیغمبر رحمت ﷺ ایک قابل نفرت اور لا قت اجتناب مکروہ مخلوق کے قتل میں بھی بہتر پہلو تلاش کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔ مارنا تو ہے ہی مگر ایسے مارو کہ اس میں جوش انتقام کا کوئی اثر نہ ہو۔ صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "ان الله كتب الاحسان على كل شيء، فاذاقتتموا حسنو القتلة و اذا ذبحتم فاحسنو الذبحة و ليحد احدكم شفترته و ليحر ذبيحته" ^(۵) بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں احسان کا حکم دیا ہے، جب تم کسی کومار و قتل کا انداز احسن ہونا چاہیے اور جب تم کوئی جانور زخم کر و تو زخم کا طریق عمده تر ہونا چاہیے، تمہیں چاہیے کہ چھری تیز کرو اور زخم ہونے والے جانور کو آرام پہنچاو۔ اللہ اللہ زخم تو کرنا ہی ہے، جانور کی جان جائے گی مگر اس عمل میں ایسا طریق اپنانے کا حکم دیا کہ یہ تیج آرام دہ طریق سے حاصل ہو جائے۔ کند چھری سے زخم تو ہو جائے گا مگر اس میں تکلیف کئی گناہ بڑھ جائے گی۔ جیسے آپ ریشن کرنے والا سرجن کند ہتھیار استعمال کرے تو کٹنے کا قابل ناسور بھی تکلیف میں کئی گناہ ہو جائے گا۔ اعمال کا حسن یہ ہے

کہ ان کی ادائیگی کا حق ادا ہو جائے۔ اسی لیے حدیث جریل میں آنحضرت ﷺ سے "احسان" کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا "عبادت کا یوں انجام دینا جیسے کہ تو اپنے معبدوں دیکھ رہا ہے اور اگر یہ وقت نظر حاصل نہ ہو تو یہ خیال کرے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔" کوئی عمل جب اُس ذات کے حضور ہوتا ہے جس کے حکم کی تعیل میں اسے سرانجام دیا جاتا ہے تو حضوری کا تصور، ذات کی ہیبت اور محاسبہ کا خوف اس عمل میں قلب و نظر کی تہام قوتیں سودیتا ہے اور وہ صرف حرکات کا نام نہیں باطن کا عکس ہوتا ہے اور اگر یہی یقین ہو کہ دیکھنے والی ذات ظواہر سے کہیں دور باطن کی سرگوشیوں کا بھی مشاہدہ کر رہی ہے تو عمل خلوص نیت کا مظہر اتم بن جاتا ہے اور یہی حسن عمل ہے کہ اس میں دنیاداری سے سروکار نہیں رہتا۔ یہ خالق مخلوق کا پاکیزہ رابطہ ہوتا ہے۔ یوں اگر مسلمان کا یقین خالق کائنات کے وجود کو ہمه وقت قریب محسوس کرے تو پوری زندگی حسن کردار کی حامل ہو جاتی ہے اور احسان زندگی کا ایک پہلو نہیں پوری زندگی کا عکس ہوتا ہے اور مومن ہمہ تن حسن۔ اُس کی زندگی ہمہ جہت احسان کا پرتو ہوتی ہے۔ اعمال کا ہیولہ مختلف ہو گا، حرکات و سکنات متفاوت ہوں گے مگر تلاش حسن ہم وقت جاری رہے گی۔

آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ "حسن عمل" کی معراج ہے۔ آپ کی پاکیزہ زندگی کا ہر گوشہ حسین تر اور آپ کے کردار و سیرت کا ہر واقعہ حسن بداماں ہے۔ اسی لیے تو آپ کا ہر عمل "اسوہ حسنہ" کا مظہر ہے۔ آپ کی عبادات، آپ کے معاملات اور آپ کے اخلاق و آداب مظاہر احسان ہی تو ہیں۔ ایک عمل بھی تو ایسا نہیں کہ کوئی یہ کہہ سکے کہ ان حالات میں اس سے بہتر مکن ہنا، حسن کردار کا کوئی پہلو نہیں جو آپ کی زندگی کا جزو نہ بن گیا ہو اور طرزِ احسان کوئی ادنیں جو آپ کی حیات مقدسہ میں داخل نہ گئی ہو۔ اسی لیے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ شہادت دیتے ہیں کہ آپ "احسن الناس وجهاً و احسنهم خلقاً" یعنی آپ تمام انسانوں سے حسین تر تھے۔ حسن صورت میں بھی حسن سیرت میں بھی سیرت مقدسہ کے متعدد واقعات شہادت دے رہے ہیں کہ آپ اپنی احسان بخشی کے وہ انمول موتی لٹائے کہ تاریخ آج تک دم بخود ہے۔ مکہ مکرمہ میں قریش کا ظلم و قسم تاریخ کے اور اراق میں آج تک محفوظ ہے۔ کیا اتنے بڑے دشمنوں سے کوئی درگز رکرتا ہے مگر نبی رحمت ﷺ نے فتح مکہ کے روز ایسے طرزِ عمل سے وہ حسن عمل کا مظاہرہ کیا کہ آپ کی یہ نوازشیں نہ منٹے والی یادیں بن گئیں۔ لَا تُشَرِّبُ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ "آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں" یوں تو ایک جملہ ہے مگر یہ ماضی کے دوریاہ اور ظلم و قسم کے طویل سلسلے کے انجام کے طور پر ارشاد فرمایا گیا۔ ایسا شیریں سخن ہے کہ انسانیت رہتی دنیا تک اس کی چاشی محسوس کرتی رہے گی۔ ابوسفیان جیسے دشمنوں کو یوں معاف کر دینا کہ اُس کے حوالے سے

معافی متعلق ہو کر رہ گئی کتنا بڑا احسان تھا، غزوات کی تنجیوں میں مظلوموں کی اعانت، اسیروں سے حسن سلوک، پچوں بڑوں کی اعانت، عورتوں کا احترام، جہاد کی شمشیر آشامی کے باوجود رحمت و رافت کے اشارے تھے، انسانوں سے برابری کا سلوک، بھیتیت انسان سب کی عزت و اکرام تعلقات باہمی کا حسین تر باب ہے۔ جانوروں تک سے محبت و شفقت، ان کی تکالیف کے ازالے کی عملی خواہش رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی لا محدود رحمتوں کا ایک نمایاں پہلو ہے۔ احسن الالقین کی احسن مخلوق ہونے کے ناطے سے آپ سراپا رحمت اور ہمدردن احسان تھے، عبادات میں بھی، معاملات میں بھی اور اخلاقی و کردار میں بھی، آپ احسن تقویم، احسان کے لیے اسوہ حسنہ تھے اس لیے آپ ہم نوع مجسم احسان تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لطف و احسان سے ہمیں بہرہ مند ہونے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم بھی محسینین کی اتباع میں احسان شناس بن سکیں۔



حوالـهـ جـات

- ١- الاسراء: ٧
- ٢- الاـصفـهـانـيـ، الـراـغـبـ، الـعـلـامـهـ، مـادـهـ "عـدـلـ" وـمـادـهـ "حـسـنـ"
- ٣- اـخـلـ ٩٠:
- ٤- اـقـصـصـ: ٧
- ٥- صحـحـ مـسـلـمـ، بـابـ الـاـمـرـ بـاحـسـانـ النـزـعـ وـالـقـلـنـ، تـحـقـيقـ: مـجـمـوـعـاـتـ الـبـاقـيـ، دـارـ اـحـيـاءـ التـرـاثـ الـعـرـبـيـ، بـيـرـوـتـ، جـ ٣ـ، صـ ١٥٦٨ـ

صـ ١٥٦٨ـ

